OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

چاند کے اختلاف مطالع سے متعلق اہل علم اور ماہرین فلکیات کے اقوال کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

A Comparative and Analytical Study of the Statements of Scholars and Astronomers Regarding the Conflicting Studies of the Moon.

Mr. Zeeshan Ahamd
Ph.d Research Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University, Peshawar.

ABSTRACT

The issue of moon sighting differences, particularly concerning the sighting of the new moon, is a topic of debate among scholars and astronomers. The concept of considering moon sighting differences invalid means that if the moon is sighted in one location, that sighting is sufficient for all Muslims worldwide to begin fasting or celebrate Eid. On the other hand, considering these differences valid means that a moon sighting in one place is not enough for everyone; instead, each region should rely on its own sighting to determine the beginning of Ramadan or Eid.

This issue is not only a subject of discussion in Islamic jurisprudence but also in astronomical studies. Some scholars, particularly from the Hanafi and Maliki schools of thought, believe that regional differences in moon sighting should be acknowledged. They argue that the moon rises at different times in different regions, and since Islamic teachings emphasize beginning and ending fasting based on the actual sighting of the moon, each region should rely on its own sighting.

On the other hand, astronomers argue that with modern scientific advancements, the moon's movement can be precisely calculated. This makes it possible for Muslims worldwide to start Ramadan and celebrate Eid on the same day. Islam encourages the use of modern developments, and therefore, relying on astronomical calculations could help resolve the issue of moon sighting differences to some extent.

Given the importance of this topic, this paper will present a comparative and analytical study of the opinions of Islamic scholars and astronomers regarding the differences in moon sighting.

Key Words: Rising of the moon ،Astronomical experts, comparative analysis, views of Imams.

تعارف:

اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ عبادات کے اوقات کو انسانوں کے لیے آسان بنایا جائے۔ اسی لیے کچھ عبادات کے اوقات کو سورج کی گردش سے جوڑ دیا گیا، جیسے کہ پانچ وقت کی نمازیں اور سحری و افطار کے اوقات، جبکہ کچھ عبادات کو چاند کی رؤیت (دیکھنے) سے منسلک

CC BY

رکھا گیا، جیسے رمضان کے روزے، عید الفطر، حج اور قربانی کے دن۔ چونکہ زمین کے ہر علاقے کا محلِ وقوع مختلف ہوتا ہے اور سورج اور چاند اپنی مقررہ گردش کے مطابق حرکت کرتے ہیں، اس لیے مختلف علاقوں میں سورج کے طلوع و غروب اور چاند کے نظر آنے میں فرق ہونا لازمی ہے۔ اسی وجہ سے پوری اسلامی دنیا کے لیے ایک ہی وقت میں نمازوں اور سحری و افطار کے اوقات مقرر کرنا ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ سورج کے طلوع و غروب کے وقت میں ہر علاقے کا اپنا الگ حساب ہوگا، اور کسی دوسرے علاقے کے وقت کی پیروی لازمی نہیں ہوگی۔

چاند کے معاملے میں بھی یہی فرق پایا جاتا ہے، لیکن چونکہ چاند کی گردش کا نظام سورج سے مختلف ہے، اس لیے چاند سے وابستہ عبادات کے اوقات سورج سے وابستہ عبادات کے اوقات سے الگ ہوتے ہیں۔ سورج کی گردش روزانہ کی بنیاد پر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے نمازوں کے اوقات میں فرق چند منٹ یا گھنٹوں کا ہوتا ہے، جبکہ چاند کی گردش ماہانہ بنیاد پر ہوتی ہے، جس کے باعث چاند سے متعلق عبادات کے اوقات میں زیادہ لمبا فرق ہوتا ہے۔ اسی فرق کی وجہ سے علماء سورج کے اختلافِ مطالع کو مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں، مگر چاند کے اختلافِ مطالع پر مختلف آراء رکھتے ہیں اور اس معاملے پر شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

آج کے دور میں امتِ مسلمہ کو اتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ فقہی اختلافات مسلمانوں میں دوریاں پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ایسے معتدل رویے اپنائے جائیں جو اختلاف کے بجائے ہم آہنگی اور یکجہتی کو فروغ دیں۔ اسلامی دنیا میں، خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں، اختلافِ مطالع کا مسئلہ ایک اہم موضوع بن چکا ہے۔ پاکستان میں چونکہ زیادہ تر لوگ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے اس مسئلے کو اسی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے تاکہ ایک متوازن اور قابلِ قبول شرعی حل نکالا جا سکے۔

اختلاف مطالع دو لفظوں کا مجموعہ ہے، یعنی اختلاف اور مطالع۔ الاختلاف لغة مصدر اختلف والاختلاف نقیض الاتفاق "[1] اختلاف اتفاق کا ضد ہے، دو چیزیں جب مختلف ہو یعنی متفق نہ ہو، اور دو چیزیں جو برابر نہ ہو، تو وہ مختلف ہوتے ہیں، مطالع مطلع کی جمع ہے، مطلع سورج یا چاند کے طلوع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں، یعنی وہ مقامات جہاں پر قمر یا سورج کا طلوع ہوتا ہے، مطالع کا یہ اختلاف ایک اٹل حقیقت ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے، لیکن سوال یہ ہے، کہ کیا اس اختلاف کا شریعت مقدسہ میں کوئی اعتبار ہے یا نہیں اس بارے میں مختلف آراء ہیں ، اور وجہ اختلاف کی یہ نہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے والوں کے نزدیک دنیا میں ایسا اختلاف موجود نہیں بلکہ گفتگو اس میں ہے، کہ مطلع سورج و چاند کے بدیہی اختلاف کے موجود ہوتے ہوئے شرعی احکام میں اس کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں، چنانچہ علامہ محمد امین المعروف ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: اعلم ان نفس اختلاف المطالع لانزاع فیہ بمعنی انہ قد یکون بین البلدتین بعد بحیث یطلع الھلال لیلۃکذا۔[2] ترجمہ یہ بات ذہن میں رہے، کہ نفس مطالع میں کوئی جھگڑا نہیں، اس حثییت سے کہ دو شہروں (ملکوں) میں اتنی دوری ہو، کہ ایک شہر میں چاند طلوع ہو جائے اور دوسرے میں نہیں، اسی طرح سورج کے مطالع میں بھی اختلاف ہے، اسلئے کہ چاند کا سورج کے شعاعوں دور ہونے پر مختلف علاقوں میں مختلف حثییت میں ہوتی ہے، یہاں تک کہ سورج اگر مشرق میں غائب ہو جائے، تو اس کا یہ مطلب نہیں یہ مغرب میں بھی

غائب ہو گیا، بلکہ اختلاف اعتبار مطالع میں اس حیثیت سے ہے، کہ کیا ہر قوم پر ان کا اپنے مطلع کا اعتبار لازم ہے، یا دوسرے مطلع کا اعتبار بھی، یعنی شریعت میں اس اختلاف کا اعتبار ہے یا نہیں یہ مسئلہ من وجہٍ اجتہادی ہے۔ اسکے بارے میں فقہائے کرام کے مختلف آراء ہیں۔

1۔اختلاف مطالع سے متعلق احناف کی آراء:

اختلاف مطالع کے اعتبار سے علماء احناف کی دو رائے ہیں، اس مسئلہ میں حنفیہ کا مشہور مسلک تو یہی ہے، کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں، یعنی ایک جگہ کی رؤیت تمام روئے زمین کے لئے کافی ہو گی، بشرطیکہ رؤیت کا ثبوت شرعی طریقہ پر ہو جائے، البتہ بعض محققین حنفیہ نے دور دراز ملکوں اور شہروں میں اختلاف کو معتبر مانا ہے، پہلا قول کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں، یہ احناف کے ہاں ظاہر الروایہ ہے۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:"واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب علیه اکثر المشائخ و علیه الفتویٰ،فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیة اولئک بطریق موجب"[3]

ترجمہ: اور احناف کے ظاہر مذہب میں اختلاف مطالع غیر معتبر ہے، اور اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے، لہذا اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر حکم لازم ہو گا، بشرطیکہ رؤیت کا ثبوت بطریقہ موجب ہو۔

دوسرا قول: بعض محققین حنفیہ نے دور دراز ملکوں اور شہروں میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا ہے، ان محققین حنفیہ علامہ کاسانی سرفہرست ہے۔ علامہ کاسانیؒ "بدائع" میں تحریر فرماتے ہیں:هذا اذا کانت المسافة بین البلدین قریبة لا تختلف فیها المطالع ،فاما اذا کانت بعیدة فلا بعیدة فلا یلزم احد البلدتین حکم الاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فیعتبر فی اهل کل بلد مطالع بلدهم دون البلد الاخر"[4]

یہ حکم اس وقت ہے، کہ جب دو شہروں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ نہ ہو، جس سے مطلع بدل جاتا ہو، اگر دو شہروں میں فاصلہ زیادہ ہو تو وہاں ایک شہر کا حکم دوسرے کو لازم نہیں ہو گا، اس لئے کہ طویل مسافت شہروں کے مطالع بدل جاتے ہیں، لہذا ہر جگہ اسی مقام کا مطلع معتبر ہو گا دوسری جگہ کا نہیں۔

اس عبارت پر غور کرنے سے علامہ کاسانی کے کلام میں وزن محسوس ہوتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ نہ صرف امت نے اس کو عملی طور پر اختیار کیا ہوا ہے، بلکہ دیگر بہت سے فقہائے کرام نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

اختلاف مطالع سے متعلق شوافع کی آراء:

ائمہ اربعہ میں سے اصحاب شافعیہ کا معمول بہا مذہب یہ ہے، کہ وہ قریب کے شہروں میں جہاں کا مطلع ایک ہو، اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے، لیکن دور کے شہروں میں جہاں کے مطالع میں اختلاف آتا ہے، وہاں اختلاف مطالع کے اعتبار کو ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ شیخ ابو لمحاسن عبد الواحد بن اسماعیل الرویانی لکھتے ہیں:"اذا رای الهلال اهل بلد دون اهل بلد آخر نظرت ،فان کان البلدان فیهما مسافة قریبة لا یختلف المطلع لاجلها کبغدادو البصرة تجب علی اهل البلد الاخر برؤیتهم الصوم،وان کان البلدان متباینین کالعراق والحجاز او الشام و خراسان ،قال ابو حامد:لایلزم اهل احدهما رؤیة اهل الاخر،واختاره القاضی ابو حامد والدلیل علیه ما روی عن کریب"[5]

جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھا اور دوسرے شہر والوں نے چاند نہیں دیکھا، تو دیکھا جائے گا، پس اگر دونوں شہروں میں مسافت قریب تھی، جس کی وجہ سے مطالع مختلف نہ ہوتے ہو، جیسے بغداد اور بصرہ تو دوسرے شہروں کے چاند دیکھنے سے ان پر روزہ واجب ہو جاتا

ہے،اور اگر دونوں شہر آپس میں دور ہو، جیسے کہ عراق اور حجاز یا شام اور خراسان، ابو حامد نے کہا کہ اس صورت میں ان دو شہروں میں ایک شہر والوں کے چاند دیکھنے سے دوسرے شہر والوں پر روزہ لازم نہیں آتا، قاضی ابو حامد نے یہ قول پسند کیا اور دلیل اس پر کریب کی روایت ہے۔

ان درجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مفتٰی بہ قول اختلاف مطالع کے اعتبار کا ہے، اور یہی ان کا مذہب ہے، لیکن فقہائے شوافع میں سے بعض حضرات اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کے قائل بھی ہیں۔

اختلاف مطالع سے متعلق مالکیہ کی آراء:

فقہاء مالکیہ کے درمیان اختلاف مطالع اور عدم اعتبار کے حوالے سے دو اقوال ہے، ایک قول امامؒ کے مصری شاگردوں کا ہے، جس میں وہ اختلاف مطالع کے اعتبار کو ترجیح دیتے ہیں، البتہ اگر حاکم اس خبر (چاند دیکھنے کی خبر، شہادت) کو قبول کرے، تو اس کے ملک میں موجود تمام لوگون پر اس کا حکم نافذ ہو جاتا ہے۔ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی لکھتے ہیں: "واختلف العلماء فی حکم هلال رمضان او شوال يراه اهل بلد دون غيرهم فکان مالک فما رواه عنه ابن القاسم والمصريون اذا ثبت عند الناس ان اهل بلد رآوه فعليهم القضاء لذلک اليوم افطروه و روى المدنيون عن مالک،و هو قول المغيرة وابن الماجشون ان الرؤية لاتلزم غير اهل البلد الذى وقعت فيه الا ان يکون الامام يحمل الناس على ذالک"[6]

فقہاء مالکیہ نے ماہ رمضان یا ماہ شوال کا چاند ایک شہر میں دیکھے جانے کی صورت میں اس کا حکم دوسرے شہر کے لوگوں پر نافذ ہونے میں اختلاف کیا ہے، پس امام مالک کی وہ رائے جسے ابو القاسم اور دیگر مصریون نے آپ سے نقل کی ہے، جب لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے، کہ دوسرے شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا اور پھر بھی انہی لوگوں نے روزہ نہیں رکھا، تو ان پر اس دن کے روزے کی قضاء لازم ہے، جسے انہوں نے قصداً نہیں رکھا، اور امام مالکؒ سے ان کی مدنی شاگردوں نے جو نقل کی ہے، اور وہ قول مغیرہ ابن دینار اور ابن الماجشون کی بھی ہے، کہ ایک شہر میں چاند دیکھنے کا حکم دوسرے شہر میں رہنے والوں پر لازم نہیں ہوتا، ہاں اگر امام حاکم وقت لوگون کو اس پر عمل کا حکم دے تو پھر اس پر عمل لازم ہے۔

ان درجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ فقہاء مالکیہ کے درمیان اختلاف مطالع اور عدم اعتبار کے حوالے سے دو اقوال ہیں، امام مالکؒ کے مدنی شاگرد اختلاف مطالع کے اعتبار کو ترجیح دیتے ہیں، اور مصری شاگرد اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کے ترجیح دیتے ہیں اور یہی مالکیہ کے ہاں مشہور ہے۔

اختلاف مطالع سے متعلق حنابلہ کی آراء:

رؤیت ہلال رمضان کے مسئلہ میں اختلاف مطالع کے حوالے سے فقہاء حنابلہ کا مشہور قول اختلاف مطالع کا عدم اعتبار ہے۔ ان کے نزدیک ایک جگہ کی رؤیت سے تمام مسلمانوں پر روزہ واجب ہو جاتا ہے۔ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد قدامہ الحنبلی لکھتے ہیں۔واذا رای الهلال اهل بلد لزم الناس کلهم الصوم لانه ثبت ذالک اليوم من رمضان "[7]

اور جب ایک شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا تو سب لوگوں پر روزہ لازم ہو جاتا ہے، اس لئے کہ چاند دیکھنے جانے پر یہ دن رمضان ثابت

ہو گیا۔ درجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ رویت ہلال رمضان کے مسئلہ میں اختلاف مطالع کے حوالے سے فقہاء حنابلہ کا مشہور قول اختلاف مطالع کا عدم اعتبار ہے۔

اختلاف مطالع سے متعلق جعفریہ کی آراء:

فقہ جعفریہ کے اکثر علماء قریب شہر میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر مانتے ہیں، اور بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض دیگر مطلقاً اختلاف کو رمضان میں غیر معتبر مانتے ہیں۔ چنانچہ المحقق الحلی لکھتے ہیں: "اذا ر-آی فی البلاد متقاربة کالکوفة والبغداد وجب الصوم علی ساکنیھما دون المتباعد کالعراق والخراسان بل یلزم حیث روی"[8] اور جب قریب کے شہروں میں رمضان کا چاند دیکھا جائے، جیسے کوفہ اور بغداد تو ان دونوں شہروں کے رہنے والوں پر روزہ واجب ہو جاتا ہے، نہ کہ دور کے ممالک پر جیسے عراق اور خراسان، بلکہ دور کے ملکوں یا شہروں میں جہاں چاند دیکھا جائے وہاں کے باشندوں پر روزہ لازم ہے۔

اختلاف مطالع کے حوالے سے فقہاء حنابلہ کا مشہور قول اختلاف مطالع کا عدم اعتبار ہے، اور فقہاء احناف کے ظاہر الروایت کی رو سے اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ ایک جگہ چاند دیکھنے سے شرعی ثبوت کے ساتھ شہادت ملنے پر دوسرے علاقے کے لوگوں پر روزہ یا عید کرنا لازم ہے، جبکہ متاخرین احناف نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کے قائل ہیں، فقہاء مالکیہ کے ہاں اختلاف مطالع کے حوالے سے دو رائے ہیں، امام مالک کے مصری شاگرد اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کے قائل ہیں، جبکہ مدنی شاگرد اختلاف مطالع کے اعتبار کے قائل ہیں، اور اسی بنیاد پر امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد عبد البر القرطبی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے، کہ دور کے شہروں میں چاند دیکھنے کی خبر کی رعایت نہیں کیا جائے گا، جیسے اُندلس اور خراسان۔ اصحاب شافعیہ کا معمول بہا حکم رمضان میں اختلاف مطالع اعتبار کا ہے، وہ قریب کے شہروں میں جہاں کا مطلع ایک ہو، اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے ہیں، جبکہ دور کے شہروں میں جہاں کے مطالع میں اختلاف آتا ہے وہاں اختلاف مطالع کو ترجیح دیتے ہیں، اسی طرح فقہاء جعفریہ کے اکثر علماء بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر مانتے ہیں، اور بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہیں، عجیب اتفاق ہے، اختلاف مطالع کو اعتبار دینے یا نہ دینے کے بارے میں اختلاف فقہائے امت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جعفری، پانچوں فقہ کے فقہاء میں موجود ہے، فرق صرف قلت اور کثرت کا ہے۔

اختلاف مطلع سے متعلق ماہرین فلکیات کی آراء کا جائزہ:

کائنات عالم کا ایک عجیب اور غریب نظام ہے، اس کا ایک نظارہ وجود باری تعالیٰ پر دال ہے، اس میں ہر ایک چیز اتنی مکمل اور متوازن ہے، کہ اس میں ذرہ بھر بولنے کی گنجائش نہیں، اور عقل اس بات کے سامنے مجبور ہو کر سر تسلیم ہے، کہ اس کائنات کو بنانے والا اور اس کو عجیب و غریب طریقے سے چلانے والا قوی اور سارے موجودات پر غالب کوئی ذات موجود ہے، جس کے سامنے پوری کائنات دوزانوں ہے۔ اختلاف مطالع کا اعتبار اگر نہ کیا جائے، تو موجودہ دور میں اس قول پر عمل ممکن ہے یا نہیں، ماہرین فلکیات کی آراء درجہ ذیل ہیں۔ اس بارے میں جناب سید شبیر کاکاخیل سابقہ مدیر فنی امور ادارہ تحقیقات فلکیہ اسلامیہ پاکستان تحریر فرماتے ہیں: " صحیح بات تو یہ ہے، کہ اختلاف ایک حقیقت ہے، جس پر عقل اور نقل دونوں شاہد ہیں، اور آج کل مخصوص حالات نے اس کو مزید مؤکد بنایا۔ موجودہ دور میں اگر معلوم دنیا کا جغرافیہ بڑھ گیا ہے، تو دوسری طرف پیغام کوئی مشکل نہیں رہی، اس لئے اگر اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا

جائے گا، تو مہینہ اٹھائیس یا اکتیس کا ہو سکتا ہے، جو عقلاً اور نقلاً محال ہے۔ قدیم فقہاء کے دور میں زمین کا جغرافیہ مراکش تھا، آگے نہیں نہ ہی تیز ذرائع نقل و حمل تھے، نہ ہی اطلاع پہنچانے کا کوئی انتظام، اس لئے اگر ان کے ہاں مشرق کا فیصلہ مغرب پر اور مغرب کا مشرق پر حجت تھا تو اس سے کوئی عملی مسئلہ نہیں پیدا ہوتا تھا، لیکن آج کل کے دور میں جب کہ مواصلات کا نظام اتنا تیز ہے، اور ذرائع نقل و حمل بھی۔ پس آج کل قدیم فقہاء کا فتوٰی استعمال کرنے سے حرج عظیم واقع ہو سکتا ہے"۔[9]

ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی آسان فلکیات میں تحریر فرماتے ہیں: "متقدمین کے نزدیک اختلاف مطالع کا عتبار نہیں، یہی بات عام طور پر متون کی فقہی کتب میں لکھی گئی ہے، البتہ ماہرین کے نزدیک اس پر عمل میں یہ دشواری ہے، کہ بعض ممالک میں وقت کا فرق بہت زیادہ ہے، جس کی وجہ سے عملاً ایک ہی دن پوری دنیا میں روزے کا آغاز کرنا یا عید منانا ممکن نہیں۔ مثلاً انڈونیشیا اسلامی دنیا کے انتہائی مشرق میں ہے، جبکہ مراکش انتہائی مغرب میں ہے، دونوں ملکوں کے درمیان تقریباً دس گھنٹے کا فرق ہے، اب یہ ممکن ہے، کہ مراکش میں چاند نظر آنے کا اعلان ایسے وقت ہو، جب انڈونیشیا میں فجر کا وقت بھی گزر چکا ہو، ان حالات میں انڈونیشیا والوں پر اس دن کا روزہ لازم کرنا حرج کا باعث ہے، نیز موجودہ حالات کی روشنی میں زیادہ قابل عمل صورت یہ نظر آتی ہے، کہ ایک ملک کے تمام علاقوں کو ایک ہی طرح کے قوانین اور اصول و ضوابط کا پابند ہونے کی وجہ سے بلاد قریبہ قرار دیا جائے، اور ملک کے کسی بھی حصے میں چاند نظر آنے پر پورے ملک میں اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے، جبکہ دیگر ممالک کے حکم کا مدار کی رؤیت پر رکھا جائے"۔[10]

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع فرماتے ہیں: "پوری دنیا میں اوقات عبادات میں یکسانیت ممکن نہیں۔ وحدت عید کا مسئلہ اصل میں اس بنیاد سے پیدا ہوتا ہے، کہ عید کو ایک تہوار یا ملکی تقریب یا قومی ڈے قرار دیا جائے، مگر میں اسی تحریر کے شروع میں واضح کر چکا ہوں، کہ ہماری عیدیں اور رمضان و محرم کوئی تہوار نہیں بلکہ سب کی سب عبادات ہیں، جن کے اوقات ہر ملک، ہر خطہ میں وہاں کے اُفق کے اعتبار سے مختلف ہونا لازمی ہے"۔[11]

سعودی عرب کے محقق استاذ ڈاکٹر حسام الدین فرماتے ہیں: "لا شک ان جمهور اهل العلم يرون انه لا عبرة باختلاف المطالع و ان على المسلمين جميعاً ان يصوموا فى يوم واحد انا اقول بهذا القول و اعتقد رجحانه، و لكن هذا الراى مع قوته و رجحانه الا انه راى نظرى لم ياخذ طريقه الى التطبيق الفعلى فى تاريخ المسلمين منذ عهد النبى لانه لا تعلم فترة جرى فيها توحيد المسلمين على رؤية "

اس میں شک نہیں، کہ جمہور اہل علم کی رائے میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، اور نیز یہ کہ تمام مسلمانوں ایک ہی دن میں روزہ رکھیں، اس بارے میں میر ارجحان بھی جمہور کی طرف ہے، مگر یہ رائے مضبوط ہونے کے باجود در حقیقت یہ ایک ایسا نظریاتی و تصوراتی فلسفہ ہے، جس کا عملی نفاذ اسلام کی چودہ سو سالہ میں آج تک نہ ہو سکا، اس لئے کہ کوئی ایسا موقع نہیں آیا ابھی تک جن میں مسلمانوں نے ایک ہی دن روزہ رکھا یا عید منایا ہو۔

خلاصۃ البحث:

آئمہ کرام اور ماہرین فلکیات کی آراء کو سامنے رکھ کر موجودہ حالات کی روشنی میں زیادہ قابل عمل صورت یہ نظر آتی ہے، کہ ایک ملک کے تمام علاقوں کو ایک ہی طرح کے قوانین اور اصول وضوابط کا پابند بنایا جائے، اور ملک کے کسی بھی حصے میں چاند نظر آنے پر پورے ملک میں اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے، جبکہ دیگر ممالک کے حکم کا مدار وہاں کی رؤیت پر رکھا جائے، اس لئے موجودہ دور میں معلوم دنیا کا جغرافیہ بڑھ گیا، دوسری طرف پیغام رسانی کوئی مشکل نہیں رہی آدھی دنیا پر دن اور آدھی دنیا پر رات اس لئے پوری دنیا میں وحدت رمضان ممکن نہیں یہی وجہ ہے، کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے اعتبار کو عملاً ملت اسلامیہ کے فقہاء اور علماء نے اختیار کیا۔ عقل اور نقل کا تقاضہ بھی یہی ہے، کہ ہر ملک کا الگ حکم ہو، نیز اختلاف مطالع کو اعتبار نہ دینے کی صورت میں درجہ ذیل مفاسد آئیں گے

1۔ اگر اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، تو مہینہ 28 یا 31 کا ہو سکتا ہے، جو عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

2۔ ماہ شعبان میں رمضان کا کم از کم ایک روزہ ہونا، جو حدیث کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو مستلزم ہے، کہ لوگ اسے رمضان کا روزہ رکھ کر سمجھیں گے، کہ ہم نے رمضان کا روزہ رکھ لیا ہے، حالانکہ وہ رمضان کا روزہ ہے ہی نہیں۔

3۔ اہل جاہلیت کسی غرض سے مہینوں کی تقدیم و تاخیر کر دیا کرتے تھے، یہاں بھی مطالع کو اعتبار نہ دینے کی صورت میں وہ عمل ہو تا رہتا ہے۔

4۔ رمضان کے ایک روزہ فوت ہونا، جبکہ رمضان کا ہر روزہ فرضیت میں برابر ہے، اور مطالع کو اعتبار نہ دینے کی صورت میں اکثر وبیشتر ہی امت ایک فرض روزہ کی تارک بن رہی ہے۔

تجاویز وسفارشات

حکومت کو چاہئے، کہ وہ اس اختلافی مسئلہ کے حل کے لئے سنجیدہ کوششیں کریں، رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر صوبہ خیبر پختون خواہ میں پائی جانے والی اس اختلافی کیفیت و بے چینی کو ختم کرے، اس حوالے سے راقم حکومت پاکستان کو درجہ ذیل سفارشات پیش کرتے ہیں۔

1۔ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے ممبران اور غیر سرکاری رؤیت ہلال کمیٹیوں کے ممبران کو مذکرات کے میز پر بٹھائے، اور باہمی افہام و تفہیم سے اس مسئلہ کو شرعی نقطہ نگاہ سے حل کرائیں۔

2۔ اگر مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی اور غیر سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی کے ممبران اس مسئلہ کے حل میں باہمی طور پر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکتے ہوں، تو پھر فریق ثالث کے طور ملک بھر کے جید علماء کرام و مفتیان پر مشتمل کمیٹی تشکیل دیں، تا کہ وہ ان دونوں کے دلائل کی روشنی میں فیصلہ سنائے۔

3۔ ملک بھر کے جید علماء کرام و مفتیان پر مشتمل کمیٹی جو فیصلہ کرے، اس کی روشنی میں جو کمیٹی خلاف شرع ثابت ہو جائے، اس پر قانونی پابندی عائد کی جائے۔

4۔ حکومت ذرائع ابلاغ و نشریات جیسے ریڈیو، اخبارات اور رسائل میں چاند کے یومیہ رفتار اور اس کی اولین کیفیات کے حوالے سے معلومات نشر کریں۔

5۔ حکومت شہادت کی اہمیت اور قاضی کی حیثیت اور اس کے اختیارات شرعی نقطہ نظر سے انہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر کریں، اس حوالے سے حکومت ان علاقوں میں جہاں سے یہ اختلافات پھوٹتے ہیں، سیمنار وغیرہ منعقد کرائے تاکہ لوگوں کو آگاہی حاصل ہو جائے۔

6۔ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے متعلق جو شبہات عوام کے ذہن میں ہیں، مضامین و اشتہارات اور میڈیا کے ذریعے سے ان شکوک و شبہات کو دور کیا جائے، اور غیر سرکاری کمیٹیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے، تاکہ ہر کسی کو کمیٹی قائم کرنے کی جرات نہ ہو۔

7۔ مرکزی کمیٹی کو عموماً دو گھنٹے تک مؤخر کرنے کا پابند کی جائے، اور کسی خاص واقعے (شہادتوں کے پہنچنے کا غالب گمان ہونے کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ تاخیر کیا جائے بلکہ باوثوق ذرائع سے صحیح شہادتوں کا علم اجلاس برخاست ہونے کے بعد بھی ہو تو دوبارہ اجلاس بلایا جائے ، اگر غلبہ ظن ہو تو اعلان کیا جائے۔

مصادر و مراجع

---

[1] حسین بن عودة، ڈاکٹر، الموسوعہ الفقہیہ، ج،2، ص، 291، ناشر وزارت الشؤون الاسلامیہ الکویت، سن اشاعت، 1404ھ

Husain bin ʻOdah, Doctor, Al-Mawsooʻah Al-Fiqhiyyah, Jild 2, Safah 291, Naashir: Wizarat Ash-Shu'oon Al-Islamiyyah, Al-Kuwait, San-e-Ishaʻat 1404 H.

[2] ۔شامی، محمد امین المعروف بہ ابن عابدین،، ردالمختار علی الدر المختار، 2/393، ناشر مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

Shaami, Muhammad Ameen, maʻroof ba Ibn ʻAbidin, Radd Al-Muhtaar ʻala Ad-Durr Al-Mukhtaar, 2/393, Naashir: Maktabah H.M. Saeed Company, Karachi

[3] ۔شامی، علامہ ابن عادین، ردالمختار علی درالمختار 2/393، ایچ، ایم، سعید کمپنی پاکستان چوک کراچی، طبع 1406ھ

Shaami, ʻAllamah Ibn ʻAbidin, Radd Al-Muhtaar ʻala Ad-Durr Al-Mukhtaar, 2/393, H.M. Saeed Company, Pakistan Chowk, Karachi, Tabaʻ 1406 H.

[4] ۔کاسانی، علاؤالدین، ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، 2/82 ناشر ایچ، ایم، سعید کمپنی کراچی سن اشاعت، 1338ھ

Kasaani, ʻAlaa-ud-Deen, Abi Bakr bin Masood, Badaa'iʻ As-Sanaa'iʻ, 2/82, Naashir: H.M. Saeed Company, Karachi, San-e-Ishaʻat 1338 H

[5] ۔الرویانی، ابوالمحاسن، عبدالواحد بن اسماعیل، بحر المذہب، کتاب الصیام 4/271، دار الاحیاء التراث، العربی بیروت (لبنان)

Ar-Ruyaani, Abu Al-Mahaasin, ʻAbdul-Waahid bin Ismaaʻeel, Bahr Al-Madhhab, Kitaab As-

Siyaam, 4/271, Dar Ihyaa' At-Turaath Al-'Arabi, Beirut (Lebanon

[6] ۔القرطبی،ابویوسف بن عبداللہ،الاستذکار،3/282،دارالکتب العلمیہ،بیروت لبنان۔

Al-Qurtubi, Abu Yusuf bin 'Abdullah, Al-Istidzkār, 3/282, Dar Al-Kutub Al-'Ilmiyyah, Beirut, Lebanon

[7] ۔ابن قدامہ،الحنبلی،ابو محمد عبداللہ،بن احمد احمد بن محمد موفق الدین،الکافی کتاب الصیام،2/230،طبعہ،قاہرہ مصر

Ibn Qudaamah Al-Hanbali, Abu Muhammad 'Abdullah bin Ahmad Ahmad bin Muhammad Muwaffaq-ud-Deen, Al-Kaafi, Kitaab As-Siyaam, 2/230, Taba'ah: Qaahirah, Misr.

[8] ۔الحلی،المحقق،شرائع الاسلام،ص،103،منشورات دار مکتبہ الحیات بیروت لبنان۔

Al-Hilli, Al-Muhaqqiq, Sharaa'i' Al-Islaam, Safah 103, Manshooraat Dar Maktabah Al-Hayaat, Beirut, Lebanon.

[9] ۔کاکاخیل،شبیراحمد،فہم فلکیات،مطبع،اشتیاق،اے مشتاق پریس لاہور،ص،141،سال اشاعت،2012ء

. Kaka Khel, Shabbir Ahmad, Fahm Falakiyyaat, Matba' Ishtiaq, A. Mushtaq Press Lahore, Safah 141, Saal-e-Isha'at 2012.

[10] ۔صمدانی،ڈاکٹراعجازاحمد،آسان فلکیات،ناشر مکتبہ الاسلام کراچی،ص،96،سال اشاعت،1436ھ

Samadani, Doctor Ijaaz Ahmad, Aasaan Falakiyyaat, Naashir: Maktabah Al-Islam, Karachi, Safah 96, Saal-e-Isha'at 1436 H.

[11] ۔مفتی اعظم،محمد شفیع رؤیت ہلال ناشر ادارۃ المعارف کراچی،ص،39،طبع جدید،1430ھ

11. *Mufti Azam, Muhammad Shafi', Ru'yat-e-Hilaal, Naashir: Idaarat-ul-Ma'aarif, Karachi, Safah 39, Taba' Jadeed, 1430 H*